

شارحین صحیح مسلم کے اسالیب و مناج: فتح الملکم اور منۃ النعم کا خصوصی مطالعہ

Methodologies of the Commentators of *Ṣaḥīḥ Muslim*: A Study of
Fath al-Mulhim and Minnat ul-Mun'im

*Hafiz Muhammad Hassan Ubaid

** Dr. Muhammad Shahbaz Manj

Abstract

Ṣaḥīḥ Muslim, a well-known collection of Prophetic traditions, is considered to be a second most legitimate *ḥadīth* corpus after *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Number of translations and commentaries of this book have been written. *Fath al-Mulhim* by *Shabbīr Ahmad Usmānī* and *Minnat ul-Mu'im* by *Ṣafī-ur-Raḥmān Mubārakpūrī* are two prominent Arabic commentaries written in Indo-Pak subcontinent. This article studies the methodologies of these two commentaries. It finds that along with number of commonalities, both the commentators have mentionable differences in elaborating the *ḥadīths* and developing the arguments in support of their opinions regarding the explanations of different *ḥadīths* and related words, phrases and personalities etc. Both offer arguments from Quran, *ḥadīth*, Arabic grammar and previous scholars etc. but *Usmānī* goes into more details of the relevant issues than *Mubārakpūrī*.

Keywords: *Ṣaḥīḥ Muslim*, Commentaries, *Usmānī*, *Mubārakpūrī*

*PhD scholar Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

**Assistant Professor of Islamic Studies, University of Sargodha, Sargodha

صحاح ستہ میں صحیح البخاری کے بعد سب سے صحیح اور مستند سمجھی جانے والی کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس کتاب کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں۔ ان شروحات میں علامہ شبیر احمد عثمانی (م 1949ء) کی "فتح الملکم" اور صفی الرحمن مبارک پوری (م 2006ء) کی "منہ المنعم" نمایاں اور اہم شروحات ہیں۔ اس مقالے میں ان دو شروحات کے مناج کا تقابلی جائزہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس جائزے کے لیے یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ مختلف مصادر سے استشاد کے ضمن میں دونوں کے اسلوب و منہج کو مناسب حال عنوانات کے تحت لیا گیا ہے۔

آیاتِ قرآنیہ سے استشاد

دونوں شارحین نے دورانِ شرح مسائل اور الفاظ کی صراحت کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔ وہ یہ استشاد و استدلال کیسے کرتے ہیں؟ اس کی وضاحت درج ذیل مثالوں سے ہو جائے گی:

فَإِي قَلْبِ أَشْرِبَهَا¹ (جس دل میں پلایا گیا ہے) کی شرح کرتے ہوئے علامہ عثمانی نے لکھا کہ: "بصيغة المجہول يقال اشرب في قلبه حبه اي خالطه فالمعنى خالط الفتن واختلط بها ودخلت فيه دخولا تاما ومنه قوله تعالى وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ"² "اس میں اشرب صیغہ مجہول ہے جیسے کہا جاتا ہے: اس کے دل میں اسکی محبت پلائی گئی یعنی مل جل گئی تو اس سے مراد یہ ہوا فتنے دل میں اچھی طرح گل مل گئے اس میں مکمل طور پر داخل ہو گئے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ان کے دلوں میں پھڑے کی محبت ان کے کفر کی سبب پلائی گئی۔" اور مولانا مبارک پوری لکھتے ہیں: "ای دخلت فيه الفتن دخولا محكما لا انفكاك له منها كما في قوله تعالى: وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ"³ "یعنی فتنے اس میں مضبوطی کے ساتھ داخل ہو گئے کہ وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کے دلوں میں پھڑے کی محبت ان کے کفر کی سبب پلائی گئی۔"

کتاب الصیام میں رٹیہما⁴ (دھاگوں کا نمایاں ہونا) کے متعلق علامہ عثمانی نے لکھا: "براء مکسورة ثم همزه ساكنة ثم ياء مضمومة ومعناه منظرهما منه وقول الله تعالى: هُمْ أَحْسَنُ أَثَاً وَرِئًا"⁵ (رٹیہما) میں راء مکسورة ہے پھر همزه ساکن پھر ياء پر پیش ہے اس کا معنی ان دونوں کو دیکھنا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ دیکھنے میں اور سازو سامان میں اچھے تھے۔" مولانا مبارک پوری نے لکھا: "براء مکسورة ثم همزه ساكنة ثم ياء ومعناه منظرهما منه

¹ مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، (ریاض: دار السلام، 2000ء)، رقم الحدیث: 369۔

² علامہ شبیر احمد عثمانی، فتح الملکم، (کراچی: مکتبہ دار العلوم، 2009ء)، 2: 112؛ البقرة: 93۔

³ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری، منہ المنعم، (ریاض: دار السلام، 1999ء)، 1: 129؛ البقرة: 93۔

⁴ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 369۔

⁵ عثمانی، فتح الملکم، 205/5؛ مریم: 74۔

وقوله تعالى: هُمْ أَحْسَنُ أَثَاً وَرَعِيًا" ⁶ (دئیہما) میں راء مسکورة ہے پھر ہمزہ ساکن پھر یاء ہے اس کا معنی ان دونوں کو دیکھنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ دیکھنے میں اور ساز و سامان میں اچھے تھے۔
ان مثالوں سے واضح ہوا کہ مولانا عثمانی اور مولانا مبارک پوری نے اپنی شروحات میں معانی حدیث کی وضاحت کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔ دوسرے یہ پہلے جن آیات سے استدلال کیا دوسرے بھی انہی آیات سے استدلال کر رہے ہیں۔ یہ چیز دونوں میں استدلالی مماثلت کے ساتھ ساتھ ثانی الذکر سے اول الذکر کے استفادے کی بھی ایک دلیل بن جاتی ہے۔

احادیث سے استدلال

احادیث سے استدلال کرنے میں بھی شارحین کا منہج تقریباً ایک جیسا ہے۔ کتاب الجنائز کی حدیث میں علامہ عثمانی نے أَسْرَعُوا بِالْجَنَازَةِ ⁷ سے مراد یہ لیا ہے کہ جنازے کو اس کی قبر کی طرف جلدی لے جایا جائے یا پھر اس سے مراد دفنانے میں جلدی کی جائے۔ صاحب شرح نے ان دونوں مفاہیم کی تائید میں دیگر کتب احادیث سے دو احادیث نقل کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَاسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ ⁸ ابن عمرؓ فرماتے

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مر

جائے تو اسے نہ روکو اور اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ۔

لَا يَنْبَغِي لَجِيْفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تَبْقَى بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ ⁹ یہ لائق نہیں کہ

مسلم کی لاش (میت) کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔

مولانا مبارک پوری نے أَسْرَعُوا بِالْجَنَازَةِ سے مراد یہ لیا ہے کہ اس کی موت کے یقین ہونے کے بعد اس کے دفنانے میں جلدی کی جائے یا پھر اس سے مراد یہ بھی ہے کہ جب جنازے کو کندھوں پر اٹھایا ہوا ہو تو چلنے میں جلدی کی جائے۔ اگر اس سے یہ معنی مراد لیا جائے کہ دفنانے میں جلدی کرو دو احادیث اس معنی کی تائید کرتی ہیں۔ اور پھر وہی اوپر والی احادیث نقل کی ہے، جو مولانا عثمانی نے کیں۔ ¹⁰ اگر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے یعنی جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر

⁶ مبارک پوری، منہ المنعم، 152/2؛ مریم 19: 74۔

⁷ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2186۔

⁸ سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر (موصول: مکتبہ العلوم والحکم، 1983ء)، 12: 444؛ عثمانی، فتح الملکم، 4: 468۔

⁹ سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود (ریاض: دار السلام، 2009)، رقم الحدیث: 3159؛ عثمانی، فتح الملکم، 4: 468۔

¹⁰ الطبرانی، المعجم الکبیر، 12: 444؛ مبارک پوری، منہ المنعم، 59/2؛ احمد بن شعیب، سنن النسائی (ریاض: دار السلام، 2009)، رقم

الحدیث: 1913؛ مبارک پوری، منہ المنعم، 2: 60۔

چلنے میں جلدی کرنا ہے تو اس کی تائید میں سنن نسائی، ابوداؤد اور مصنف ابن ابی شیبہ کی درج ذیل احادیث سے استدلال کیا: "وانا لنکاد نرمل بالجنابة رملا"¹¹ "ونحن نرمل رملا"¹² "من حدیث عبداللہ بن عمرو ان اباه اوصاه قال اذا انت حملتني على السرير فامش مشيا بين المشيين"¹³

کتاب الجنائز کی حدیث میں علامہ عثمانی نے أنتم شهداء الله في الأرض¹⁴ (تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو) کی توضیح میں صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث بیان کی کہ: أيما مسلم، شهد له أربعة بخير، أدخله الله الجنة فقلنا: وثلاثة، قال: وثلاثة فقلنا: واثنان، قال: واثنان ثم لم نسأله عن الواحد¹⁵ "جس مسلمان کے لیے چار مسلمان اچھی شہادت دیں۔ اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا ہم نے کہا اور تین تو آپ نے فرمایا تین بھی ہم نے کہا اور دو۔ تو آپ نے فرمایا دو بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق نہ پوچھا۔" مولانا مبارکپوری نے صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کی تائید میں یہ حدیث بیان کی ہے: إن لله ملائكة تنطق على السنة بني آدم بما في المرء من الخير والشر¹⁶ "بے شک اللہ تعالیٰ اور زمین میں فرشتے آدمی کی اچھائی اور برائی کے بارے میں بنی آدم کی زبان پر چلتے ہیں۔"

یہاں یہ فرق نظر آیا کہ علامہ عثمانی نے مذکورہ حدیث کی شرح میں بخاری کی روایت سے استدلال کیا جب کہ مولانا مبارکپوری نے اسی حدیث کی شرح میں شعب الایمان کی روایت سے استدلال کیا۔ گویا واضح ہوا کہ یہاں بھی شارحین نے اپنی شروحات میں احادیث سے استدلال کرنے کا منہج اختیار کیا ہے، البتہ احادیث مختلف پیش کیں ہیں۔

3- غریب الفاظ کی شرح

شارحین نے اپنی اپنی شروح میں اہم کلمات اور الفاظ کی تشریح کیسے کی ہے اس کی وضاحت درج ذیل مثالوں سے ہو جائے گی:

باب بد الاذان کے ترجمہ کی حدیث میں لفظ ناقوسا¹⁷ کی تشریح میں علامہ عثمانی نے لکھا: والناقوس خشبة طويلة يضربها النصاري باخري اقصر منها لاعلام وقت الصلوة¹⁸ "ناقوس ایک لمبی لکڑی ہے جسے نصاری دوسری

¹¹ احمد بن شعیب، سنن التسانی (ریاض: دار السلام، 2009)، رقم الحدیث: 1913؛ مبارکپوری، منہ المنعم، 2: 60۔

¹² سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: 3182؛ مبارکپوری، منہ المنعم، 2: 60۔

¹³ ابن ابی شیبہ، المصنف (ریاض: مکتبۃ الرشید، 1409ھ)، 2: 480؛ مبارکپوری، منہ المنعم، 2: 60۔

¹⁴ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2200۔

¹⁵ بخاری، الجامع الصحیح رقم الحدیث: 1368؛ عثمانی، فتح الملسم، 4: 475۔

¹⁶ احمد بن الحسین البیہقی، شعب الایمان (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ)، 7: 22؛ مبارکپوری، منہ المنعم، 2: 63۔

¹⁷ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 837۔

¹⁸ عثمانی، فتح الملسم، 3: 135۔

لکڑی جو اس کے کم ہوتی تھی نماز کے وقت کے اعلان کے لیے مارا کرتے تھے۔ "جب کہ مولانا مبارکپوریؒ اسی لفظ نا قوسا کے بارے میں لکھتے ہیں: هو نوع من العود يضرب به النصارى لافقات صلواتهم فينشأ منه صوت يفيد الاعلام¹⁹ وہ عود (لکڑی) کی ایک قسم ہے جسے نصاریٰ نماز کے اوقات کے لیے مارا کرتے تھے اس سے ایسی آواز پیدا ہوتی جو اعلان کا فائدہ دیتی ہے۔"

درج بالا مثال سے واضح ہوا کہ شارحین نے اس لفظ کی تشریح میں منہج تقریباً ایک جیسا ہی رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے نا قوس سے مراد صرف لمبی لکڑی بتایا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ اس لکڑی کی نوع بتائی کہ یہ عود سے ہے۔ الجامع الصحیح کی کتاب الجنائز میں لفظ (الإذخر²⁰) کی تشریح میں علامہ عثمانیؒ نے کہا:

بكسر الهمزة وسكون الذال المعجمة وكسر الخاء المعجمة وفي آخره راء قيل
هو نبت بمكة، قلت ليس بمخصوص بمكة ويكون بارض الحجازة طيب
الرائحة ينبت في السهول والحزون²¹

ہمزہ کے کسرہ، ذال کے جزم، خا کے کسرہ اور آخر میں راء ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ (جڑی بوٹی) مکہ میں اگتی ہے میں کہتا ہوں یہ مکہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ حجاز کی زمین میں بھی ہوتی ہے۔ اچھی خوشبو والی (یہ جڑی بوٹی) نرم اور سخت دونوں جگہ پر اگتی ہے۔
جب کہ مولانا مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

نبت ذو رائحة طيبة يكون مثل المسد²²

اچھی خوشبو والی یہ جڑی بوٹی مسد (کھجور کے پنے کی چھال) کی طرح ہے۔

یہاں علامہ عثمانیؒ نے الإذخر کی تشریح مفصل بیان کی ہے اور اس میں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے جب کہ مولانا مبارکپوریؒ نے صرف اختصار کے ساتھ توضیح کی ہے۔ الغرض مذکورہ امثلہ سے واضح ہوا کہ شارحین نے کلمات کے ضبط اور مشکل الفاظ کے معنی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملکم میں بہت مقامات پر یہ منہج اپنایا ہے جب کہ مولانا مبارکپوریؒ نے کم جگہ پر اس منہج کو اپنایا ہے۔

اشعار سے استشاد

¹⁹ مبارکپوری، منہ المنعم، 1: 251۔

²⁰ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2177۔

²¹ عثمانی، فتح الملکم، 4: 464۔

²² مبارکپوری، منہ المنعم، 2: 57۔

علامہ عثمانی اور مولانا مبارکپوری نے صحیح مسلم کی شرح کے دوران اشعار کی روشنی میں الفاظ کی وضاحت کی ہے۔ علامہ عثمانی نے کئی مقامات پر عربی اور فارسی اشعار کا ذکر کیا ہے۔ اس کے برعکس مولانا مبارکپوری نے بہت کم مقامات پر اشعار سے استدلال کیا ہے۔ اشعار کے حوالے سے علامہ عثمانی اور مولانا مبارکپوری کی شروحات میں مشترکہ حدیث تو نہیں ملی جن میں شارحین نے شعر سے استدلال کیا ہو تاہم الگ الگ مقامات پر اشعار سے استدلال کیا گیا ہے، جس کی امثلہ درج ذیل ہیں:

علامہ عثمانی روایت میں موجود لفظ محمد²³ کی وضاحت میں درج ذیل شعر سے استدلال کیا:

و شق له من اسمه لیجله۔۔۔ فذو العرش محمود وهذا محمد²⁴

(اللہ نے اس کو اپنے نام سے نکالا ہے تاکہ آپ ﷺ کو عزت دے، پس عرش والا اللہ محمود ہے

اور یہ محمد ﷺ ہیں)

اسی طرح ایک روایت میں لفظ فخلهم²⁵ کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ موحد جو اللہ اور اس کے رسالت کا اقرار کرے گا وہ آگ میں کبھی داخل نہیں ہوگا، اگرچہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔ اور اسی طرح اللہ کا عذاب اور انتقام یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ موحد جو اپنے رب کی مخالف اور چھوٹے کاموں میں نافرمانی کرے وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا، جیسے کہ پیشاب سے نہ بچنا، چغلی کرنا، چھپ کر باتیں سننے والا یا اپنے پڑوسی کو تکلیف دینے والا یا اس طرح کے اور لوگ، پس ایسا شخص اپنی ہلاکت پر اکتفا کرے اور اس سے جنت میں داخل ہونے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ اس لیے سعدی شیرازی کہتے ہیں:

بتهدید گر برکشد تیغ حکم بمانند کرو بیان صم وبکم

وگر در دھدیک صلائی کرم عزایل کوید نصیبی برم²⁶

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری دوران شرح اشعار کا استعمال کرتے ہیں جیسے کہ ایک شعر الا یا حمز للشرف النواء²⁷ کی وضاحت میں درج کرتے ہیں:

هن معقات بالفناء

الا یا حمز للشرف للنواء

وضرجهن حمزة با الدماء

ضع السکین فی اللبات منها

²³ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 907۔

²⁴ عثمانی، فتح الملسم، 3: 217۔

²⁵ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 147۔

²⁶ عثمانی، فتح الملسم، 1: 399۔

²⁷ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5127۔

درج بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانی شرح میں عربی اور فارسی اشعار سے استدلال کرتے ہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ اشعار سے استدلال کرتے ہوئے کبھی شاعر کا نام بتاتے اور کبھی کتاب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ یعنی اشعار کو بطور استدلال پیش کرنے میں کبھی مصدر کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی شاعر کا نام درج کر دیتے ہیں۔ اور آپ کا بہت سارے مقامات پر ایسے ہی منج رہا ہے۔ جب کہ مولانا مبارکپوریؒ کے ہاں بہت کم (صرف 08) مقامات پر اشعار سے استدلال نظر آتا ہے۔ اشعار سے استدلال پر مولانا مبارکپوریؒ کا منج یہ رہا کہ کبھی الفاظ کی توضیح میں شعر سے استشاد کیا تو کبھی حدیث میں موجود ایک شعر کی نسبت سے مکمل ابیات کو ذکر کرتے ہیں، تاہم اشعار سے استدلال پر دونوں شارحین کا منج مشترک ہی رہا ہے۔

رواۃ کا تعارف

رواۃ کے تعارف میں کبھی اسناد میں موجود رواۃ کے مکمل نام، القابات، نسبت، کنیت کی توضیح کی تو کبھی رواۃ کا معروف پہلو کے ساتھ تعارف بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں چند ایک مثلاً وضاحت کے لیے پیش کی جاتی ہیں تاکہ رواۃ کے بارے میں شارحین کے اسالیب سامنے آسکیں:

علامہ عثمانیؒ کا رواۃ اسناد کے بارے میں اسلوب یہ رہا ہے کہ کبھی راوی کے نام کی وضاحت کرتے ہیں جیسے: کتاب الایمان کی روایت میں راوی کھس کا پورا نام ذکر کرتے ہیں کہ یہ کھس بن حسن ابوالحسن التمیمی البصری ہیں۔²⁹ اور کبھی راوی کے اسماء میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں جیسے: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کی روایت میں (ابی المہلب) کے نام میں اختلاف کو ذکر فرماتے ہیں کہ ابو لمہلب ان کا نام عبدالرحمن بن عمرو ہے، بعض کے نزدیک معاویہ بن عمرو بعض کے نزدیک عمرو بن معاویہ ہے، نام کے بارے میں تینوں اقوال امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیے ہیں، اور بعض کے نزدیک ان کا نام نذر بن عمر الازدی بصری ہے، جو بہت بڑے تابعی تھے، جنہوں نے کئی صحابہ سے روایت لی ہیں۔³⁰ کبھی راوی کی توضیح قبیلہ کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: الجامع الصحیح کی ایک روایت میں ابو عبید المزعجی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی نسبت مذحج کی طرف ہے جو کہ ایک معروف قبیلہ ہے۔³¹ کبھی راوی کے القاب کی توضیح کرتے ہیں جیسے: کتاب الایمان کی روایت میں مطر الوراق کا نام مطر بن طہمان، کنیت ابو رجاء

²⁸ مبارکپوری، منہ المنعم، 3: 332۔

²⁹ مبارکپوری، منہ المنعم، 1: 321۔

³⁰ مبارکپوری، منہ المنعم، 3: 428۔

³¹ مبارکپوری، منہ المنعم، 3: 458۔

الخراسانی ہے اور بصرہ میں رہے اور وہاں مصاحف لکھتے تھے اس وجہ سے وراق کہا جاتا ہے۔³² کبھی کنیت کی توضیح نام کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسے: کتاب الصلوٰۃ کی حدیث میں رواۃ (ابی المنہال) کے نام کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان کا نام سیار بن سلامۃ الریاحی ہے³³ الغرض علامہ عثمانی نے رواۃ کی تعارف میں تفصیل سے کام لیا ہے۔

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری³⁴ کبھی راوی کے نام و نسب کو بیان کرتے ہیں جیسے کتاب الایمان کی روایت میں (سعید الجریری) کے پورے نام کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ جریر کی طرف نسبت ہے، اور یہ جیم کے ضمہ کے ساتھ تصغیر کے ساتھ اور وہ سعید بن ایاس ابو مسعود البصری ہیں۔³⁵ کبھی نام کی توضیح کنیت کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: کتاب الصلوٰۃ کی روایت میں (مسلم بن صبیح) کی کنیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو الضحیٰ ہے۔³⁶ کبھی کنیت کی توضیح اسماء کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: کتاب الاثریہ کی روایت میں (یحییٰ بن ابی عمر) کی کنیت کی وضاحت فرماتے ہیں کہ ان کا نام یحییٰ بن عبید ہے³⁷

درج بالا امثلہ سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانی نے اپنی شرح میں روایوں کے نام و نسب، القابات، کنیت، انکے مختصر حالات و واقعات اور مختلف پہلوؤں سے وضاحت کی ہے اور بہت سارے مقامات پر تقریباً ہر راوی کے مختصر حالات بیان کیے ہیں۔ جب کہ مولانا مبارکپوری نے چیدہ چیدہ مقامات پر رواۃ کے نام و نسب، القابات اور انکے حالات سے آگاہ کیا ہے، الغرض دونوں شارحین کا رواۃ کے تعارف پر اسلوب استدلال ایک ہی جیسا رہا ہے۔

عربی گرائمر میں شارحین کے مناج کا تقابلی جائزہ

شارحین نے دوران شرح گرائمر کی رو سے الفاظ کی صرفی و نحوی توضیح بھی کی ہے، بعض جگہ پر واحد و جمع کے بارے میں بھی آگاہ کیا ہے اور بعض جگہ مشکل الفاظ کی توضیح اعراب اور کتب لغات سے بھی کی ہے:

علامہ عثمانی نے کتاب الایمان کے ایک مقام پر حدیث کی شرح میں لفظ (يُوَحِّدُ)³⁷ کی نحوی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: هو بضم الیاء وفتح الحاء مبني لما لم يسم فاعله³⁸ "وہ یا کے ضمہ اور حاء کے فتح کے ساتھ ہے اور مبنی ما لم

³² مبارکپوری، منہ المنعم، 1: 338۔

³³ مبارکپوری، منہ المنعم، 3: 281۔

³⁴ مبارکپوری، منہ المنعم، 1: 100۔

³⁵ مبارکپوری، منہ المنعم، 1: 314۔

³⁶ مبارکپوری، منہ المنعم، 3: 341۔

³⁷ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 111۔

³⁸ عثمانی، فتح الملکم، 1/353۔

یسم فاعله (ایسا فعل جس کے فاعل نہ معلوم) ہے۔ "اور الزکاة کی ایک حدیث میں (ذلک مال رانح)³⁹ کی صرفی توضیح میں کرتے ہوئے کہا: هو فاعل بمعنی مفعول ای مال مربوح⁴⁰ "رانح فاعل، مفعول کے معنی میں ہے یعنی مال مربوح"

علامہ عثمانی نے الفاظ کے واحد اور جمع بھی بیان کیے ہیں جیسے کتاب الایمان میں حدیث میں آنے والے الفاظ (الحفاة، العراة، العالة، رعاء الشاء)⁴¹ کے واحد اور جمع کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں: الحفاة: جمع الحافی، العراة: جمع العاری، العالة: جمع عائل من عال یعیل، رعاء الشاء: جمع راع، والشاء جمع شاة⁴²

مذکورہ مسئلہ سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ عثمانی نے کئی مقامات پر عربی گرائمر میں نحوی و صرفی توضیح کے ساتھ ساتھ الفاظ کی وضاحت میں مختلف ماہرین لغت کی آراء کو نقل بھی کیا اور قواعد عربیہ کو سامنے رکھتے ہوئے کسی لفظ کے بارے میں نشان دہی بھی کی جیسے لفظ واحد ہے یا جمع یا اسم یا مفعول وغیرہ۔

اسی طرح مولانا مبارکپوری نے بھی دوران شرح الفاظ کی تصریح میں عربی گرائمر کی اصطلاحات استعمال کی ہیں جیسے کتاب البیوع کی حدیث میں (ماشية او ضاریا)⁴³ کی نحوی وضاحت کی کہ: ضاری مجرور علی العطف علی ماشية، وثبوت الباء فی الاسم المنقوص مع حذف الألف واللام منه لغة۔⁴⁴ یہاں لفظ ضاریا کی نحوی توضیح کرتے ہیں کہ ضاری ماشية پر عطف ہے اور اسم منقوص میں یا کالف لام کے ساتھ حذف کرنا ثابت ہے۔ کتاب اللباس کی حدیث میں (معصفرین)⁴⁵ کی صرفی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ: بصیغة اسم مفعول من الرباعی والمعصفر هو المصبوغ بالعصر⁴⁶ یہاں صرفی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ معصفرین باب رباعی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ اسی طرح اور بھی مقامات پر صرفی توضیح کی جیسے:

³⁹ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2315۔

⁴⁰ عثمانی، فتح الملکم، 5: 60۔

⁴¹ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1۔

⁴² عثمانی، فتح الملکم، 1: 337۔

⁴³ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4023۔

⁴⁴ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 48۔

⁴⁵ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5334۔

⁴⁶ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 394۔

الحبرة: علی وزن عنبة، الملبدة: اسم مفعول من التلبید⁴⁷، مرحل: بصیغہ

اسم المفعول من الترحیل⁴⁸، المخيلة: بوزن عظیمہ⁴⁹، معافاة: اسم مفعول

من العافية⁵⁰، بطریہ: بضم اولہ، مضارع من الإطراء⁵¹

مولانا مبارکپوریؒ نے الفاظ کے واحد و جمع سے بھی گاہ کیا ہے جیسے: (بمروطهن) المروط جمع مرط⁵²، (سبعة

رکب) بفتح الراء وسكون الکاف جمع راکب⁵³، (والرواء)، بکسر الراء ضد العطاش جمع ریان وریا⁵⁴،

(بالدرق) بفتححتین جمع درقة⁵⁵

مذکورہ مثالوں سے معلوم ہوا کہ شارحین نے الفاظ کی وضاحت میں عربی قواعد کا استعمال کیا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے الفاظ کی توضیح میں عربی گرائمر کے ساتھ ساتھ ماہرین لغت کی آرا کو بھی نقل کیا ہے، جن سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موصوفؒ نے کن کن ماخذ سے استفادہ کیا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے عربی گرائمر و قواعد کا استعمال تو کیا ہے، مگر ماخذ اور ماہرین لغت کی آراء کو بہت کم نقل کیا ہے، گویا الفاظ کی وضاحت میں عربی گرائمر کے استعمال تو دونوں نے ہی کیا ہے مگر مولانا مبارکپوریؒ کی شرح میں ایسے الفاظ بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اسرار و حکم کا بیان

شریعت کے ہر امور میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت کارفرما ہوتی ہے یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ شریعت نے دین کو مکمل کرنے کے لیے اسرار و حکم اور مقاصد سے گاہ کیا ہے تاکہ ہر زمانے میں حالات کو دیکھتے ہوئے علما پیش آنے والے مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں تلاش کر سکیں، احادیث کی شرح میں شرعی احکام کے اسرار و رموز بیان کے حوالے سے زیر نظر شروحوں میں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

⁴⁷ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 395۔

⁴⁸ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 396۔

⁴⁹ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 398۔

⁵⁰ مبارکپوری، منہ النعم، 4: 404۔

⁵¹ مبارکپوری، منہ النعم، 4: 408۔

⁵² مبارکپوری، منہ النعم، 1: 405۔

⁵³ مبارکپوری، منہ النعم، 1: 429۔

⁵⁴ مبارکپوری، منہ النعم، 1: 431۔

⁵⁵ مبارکپوری، منہ النعم، 2: 25۔

علامہ عثمانی نے کتاب الصلوٰۃ میں حدیث نقل کی ہے: ان رسول اللہ کان اذا صلی فرج بین یدیه حتی یبدو بیاض ابطیه⁵⁶ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) اپنے ہاتھوں کو پھیلا لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

اس حدیث کی شرح میں حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: الحکمة فی هذه الهيئة فی السجود انه یخف بها اعتماده عن وجهه ولا یتاثر انفه ولا جبهته ولا یتاذی بملا قاة الارض⁵⁷ صاحب شرح یہاں سجدہ کی حالت میں حکمت کو بیان کرتے ہیں کہ اس سے چہرے پر بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اور ناک اور پیشانی پر اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی زمین پر سجدہ دینا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔ "اسی طرح کتاب الاستیذان کی حدیث میں مولانا مبارکپوری لفظ "غص البصر"⁵⁸ کی توضیح کرتے ہیں کہ: وفيه اشارة الى ان فی الجلوس فی الطريق تعرضا للفتن بخطر النساء الشواب ومرورهن انهن لا یمنعن من المرور فیها نظرا لحوائجهن⁵⁹ یعنی کہ اس سے مراد نظروں کو حرام سے روکنا ہے اور اس میں حکمت کو بیان کرتے ہیں کہ راستے میں بیٹھنا اور ان عورتوں کا سامنے سے گزرنا فتنے کا باعث بنتا ہے۔ لہذا نظروں کو نیچا رکھا جائے۔

ان مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شارحین نے دوران شرح اسرار و رموز کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جن کی ضرورت شرعی احکام کو سمجھنے کے لیے ہر گزرتے ہوئے دور میں بڑھتی ہے۔ شارحین کے اس اسلوب بیان سے قارئین آسانی حدیث سے اخذ ہونے والی حکمتوں کو سمجھ سکتا ہے۔

طوالت اور اختصار

علامہ عثمانی کتاب النکاح میں نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم کی تحقیقی توضیح کرتے ہیں اور شریعت مطہرہ میں اس کے مقاصد، فوائد اور آفات سے آگاہ کرتے ہوئے مختلف آئمہ و محدثین کے اقوال کو نقل کرتے ہیں: النکاح فی کلام العرب الوطاء وفي الصحاح النکاح: الوطاء وقد یكون العقد⁶⁰ یہاں لغوی معنی بیان کیے کہ نکاح کلام عرب میں وطی کو کہا جاتا ہے اور صحاح میں بھی نکاح سے مراد وطی ہی ہے۔ اور اس سے مراد عقد بھی ہے۔ شرعی توضیح میں بیان کرتے ہیں نکاح اس عقد شرعی کا نام ہے جس میں احکام اور مقاصد ترتیب دیے جاتے ہیں: النکاح اسم للعقد الشرعی

⁵⁶ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1105۔

⁵⁷ عثمانی، فتح الملکم، 3: 316۔

⁵⁸ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5648۔

⁵⁹ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 436۔

⁶⁰ مبارکپوری، منہ النعم، 6: 315۔

الذی تترتب علیہ احکام و مقاصد⁶¹ لغوی و شرعی تعریفات کے بعد نکاح کے مقاصد بیان کیے کہ نکاح ایک بڑا رکن ہے اس میں معاشرے کی بقا، دین کی بلندی اور شیاطین سے حفاظت ہے۔ پھر نکاح کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھا کہ پہلا فائدہ ہی اصل ہے، جس کے لیے یہ نکاح رکھا گیا اور وہ نسل کی بقا ہے، اس فائدہ میں اولاد کی رغبت چار چیزوں کا سبب بنتی ہے: اولاد کے حصول کے لیے کوشش میں اللہ کی قربت کا حاصل ہو نا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کا حاصل ہو نا۔ نیک صالح اولاد کا دعا کرنا۔ چھوٹے بچے کی موت کا سفارش کرنا۔ دوسرا فائدہ شیطان سے بچنا، خواہشات کو ختم کرنا، نظر کا جھکانا اور شر مگاہ کی حفاظت کرنا ہے۔ تیسرا فائدہ نفس کو سکون پہنچانا ہے۔ یعنی دل کو راحت اور عبادت کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور چوتھا فائدہ ہے: تفریغ القلب عن تدبیر المنزل والتکفل بشغل الطبخ والکنس والفرش وتنظيف الوانی وتهيئة اسباب المعيشة "اسی طرح نکاح کے تین آفات بھی بیان کیے کہ نکاح کے بعد ان چیزوں کی احتیاط انسان کے لیے ضروری ہے وگرنہ وہ درج ذیل آفات میں مبتلا ہو سکتا ہے:

اما آفات النکاح فثلاث: الاولى العجز عن طلب الحلال -- فيكون النکاح سببا في التوسع للطلب والاطعام من الحرام وفيه هلاکة وهلاک اهله الآفة الثانية القصور عن القيام بحقهن والصبر على اخلاقهن وهذه دون الاولى في العموم وتحسين الخلق مع النساء والقيام بحظوظهن اهون من طلب الحلال الآفة الثالثة: وهي دون الاولى الثانية: ان يكون الاهل والولد شاغلا له عن الله تعالى، وجاذبا له الى طلب الدنيا وحسن تدبیر المعيشة للاولاد بکثرة جمع المال وادخاره لهم وطلب التفاخر والتکاثر بهم"⁶²

یہاں صاحب شرح نے نکاح کے آفات میں پہلی بات یہ کہی کہ بعض دفعہ انسان نکاح کے بعد حلال کی تلاش سے عاجز آجاتا ہے۔ کیونکہ نکاح طلب میں وسعت کا سبب بن سکتا ہے اور اس کا کھانا حرام کا ہو جاتا ہے، جس سے اس کے اور اس کے گھر والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ اسی طرح دوسری آفت یہ ہے کہ خاوندوں میں بیویوں کے حقوق اور ان کے اخلاق پر صبر کرنے میں کمی آجاتی ہے۔ یہ آفت عام طور پر پہلی آفت سے کم ہے (یعنی عورتوں کے ساتھ اخلاق میں اچھا ہونا، طلب حلال سے کم درجہ رکھتی ہے)۔ اسی طرح تیسری آفت پہلی اور دوسری سے کم ہے، کیونکہ انسان اور اس کی اولاد اللہ سے دور ہو جاتی ہے دنیا کی خواہشات کو طلب کرنا اولاد کے لیے مال کو جمع کرنا، فخر اور کثرت کی طلب کرنا وغیرہ۔ اس کے برعکس مولانا مبارکپوریؒ نے کتاب النکاح کے حوالے سے صرف نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم کی تصریح ہی فرمائی ہے: النکاح في اللغة: الضم والتداخل. وفي الشرع حقيقة في العقد، مجاز في الوطاء على الصحيح،

⁶¹ مبارکپوری، منہ النعم، 6: 316۔

⁶² عثمانی، فتح الملسم، 6: 321۔

ولم یرد فی القرآن إلا للتزویج إلا فی قوله تعالى: {وَابْتَئُوا النِّسَاءَ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ} ⁶³ "نکاح لغت میں ضم ہونے اور ایک دوسرے میں داخل ہونے کو کہا جاتا ہے اور شرع میں حقیقت فی العقد اور مجاز میں وطی کرنا ہے قرآن میں تزویج کے علاوہ یہ لفظ وارد نہیں ہوا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَابْتَئُوا النِّسَاءَ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ " یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے نکاح کی لغوی و شرعی معنی ہی بیان کیے جبکہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملکم میں شرح سے قبل کتاب النکاح کے تعارف میں نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم، شریعت مطہرہ میں اس کے مقاصد، اس کے فوائد اور آفات سے آگاہ کیا۔ واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے شرح میں اختصار سے کام لیا ہے بعض مسائل میں کچھ ضروری معلومات سے آگاہ کیا اور بعض جگہ پر ضرورت سے زیادہ ہی اختصار سے کام لیتے ہوئے بعض احادیث کی شرح بھی نہیں کی اور علامہ عثمانیؒ نے مولانا مبارکپوریؒ کی نسبت شرح میں تفصیلی بحث کی اور تقریباً ہر حدیث کی شرح تفصیلی انداز میں کی ہے۔

شرح احادیث کو ابحاث میں تقسیم کرنا

علامہ عثمانیؒ نے احادیث کی شرح میں تفصیلی انداز اپنایا ہے۔ حدیث کی شرح کو بھی مختلف نکات اور ابحاث میں تقسیم کیا ہے۔ کتاب الطہارۃ کی پہلی حدیث "الطہور شطر الایمان" ⁶⁴ کی شرح میں طہور کے معنی بیان کرتے ہیں علامہ عثمانیؒ نے لکھا ہے:

الشرط فی الاصل النصف واخرجه الترمذی فی ابواب الدعوات بلفظ

الطہور نصف الایمان وقوله ﷺ الطہور شطر الایمان اختلف فی معناه فقيل

ان الاجر فی الوضوء ینتہی تضعیفہ الی نصف اجر الایمان" ⁶⁵

شرط اصل میں نصف کو کہتے ہیں جس کی دلیل جامع ترمذی میں ابواب الدعوات میں ان الفاظ کے

ساتھ آئی ہے کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد الطہور شطر الایمان کے معنی میں

اختلاف ہے۔ کہا گیا اس سے مراد وضو کا اجر دگنا ہو کر آدھے ایمان تک پہنچ جاتا ہے۔

پھر ملا علی قاریؒ کا قول پیش کرتے ہیں کہ نماز کا ثواب وضو کی تمام شرائط پورا ہونے سے ملتا ہے۔ اس لیے وضو کو بھی نصف ایمان کہا گیا ہے اور چونکہ وضو ایک مستقل عبادت ہے اس کے لیے نیت کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا ثواب مومن کو تو ملے گا ہی مگر کافر اس سے محروم رہے گا۔ پھر صاحب شرح اجر کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اجر کی دو اقسام ہیں: اجر اصلی: جس کا بندہ بذات خود عمل کرنے سے حق دار ہوتا ہے۔ اجر مضاعف: جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو روز قیامت اپنا کرم، نعمتوں اور رحمتوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے فضل سے جسکو چاہے گا دے گا۔ پھر غزالیؒ

⁶³ مبارکپوری، منہ السنم، 2: 368۔

⁶⁴ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 534۔

⁶⁵ عثمانی، فتح الملکم، 2: 271۔

کے حوالے سے طہارۃ کے مراتب نقل کرتے ہیں کہ طہارۃ کے چار مراتب ہیں: اپنے ظاہر کو ہر طرح کے حدث اور نجاست سے پاک کرنا۔ اعضاء کو جرائم اور گناہوں سے پاک کرنا۔ دل کو برے اخلاق اور رذائل سے پاک کرنا۔ اپنی تنہائیوں کو پاک کرنا۔ ایمان صحیح خالص اور اکمل اس وقت حاصل ہوگا جب ان تمام مراتب سے اسکو مزین اور آراستہ کیا جائے گا۔⁶⁶

مولانا مبارکپوری اسی حدیث کی شرح میں الطہور کے لغوی مفہوم بیان کرتے ہیں کہ یہ ط کے ضمہ کے ساتھ ہے⁶⁷ اور وہ فعل مصدر ہے اور جب ط کے فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد وہ پانی جس سے پاکی حاصل کی جاتی ہے اور حدیث میں موجود لفظ الشطر کی اصل نصف ہے۔

واضح ہوا کہ علامہ عثمانی نے جہاں کتب کے آغاز میں تفصیلی تعارف پیش کیا وہاں احادیث کی شرح کو بھی مختلف ابحاث میں تفصیلاً ذکر کیا ہے، یعنی احادیث سے متعلقہ دیگر مسائل کو ایک منظم پیرائے میں متعارف کروایا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کو احادیث پڑھتے وقت مختلف موضوعات کو پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مولانا مبارکپوری نے حدیث کی صرف شرح مختصر انداز میں کی ہے۔

ائمہ اور فقہاء سے نقل و روایت

علامہ عثمانی احادیث کی شرح میں کثرت سے ائمہ، فقہاء اور شارحین سے نقل کرتے ہیں۔ کہیں تو ائمہ اور فقہاء اور شارحین کے نام پر ہی اکتفا کرتے ہیں تو کہیں ان کی کتب کا تذکرہ بھی کرتے ہیں مزید یہ کہ مختلف علوم پر بکثرت کتب اور مصادر کی بھی نشان دہی کرتے ہیں جیسے درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے:

الجامع الصحیح کی کتاب الطہارۃ میں نعیم بن عبد اللہ سے مروی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ انھوں نے اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں بازو دھویا حتیٰ کہ اوپر بازو کی ابتدا تک پہنچے پھر اسی طرح بایاں بازو بھی دھویا اوپر بازو کی ابتدا تک پہنچے۔ پھر سر کا مسح کیا اور دایاں پاؤں پنڈلی تک دھویا۔ وضو کے بعد ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انتم الغر المحجلون يوم القيامة من اسباغ الوضوء فمن استطاع منكم فليطل

غرة تحجيلة⁶⁸

⁶⁶ عثمانی، فتح الملسم، 2: 272۔

⁶⁷ مبارکپوری، منہ السنم، 1: 187۔

⁶⁸ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 579۔

قیامت کے دن اچھی طرح وضو کرنے کی وجہ سے تم لوگ ہی روشن چہروں اور سفید چمکدار ہاتھ پاؤں والے ہو گے لہذا تم میں سے جو اپنے چہرے اور پاتھ پاؤں کی روشنی اور سفیدی کو آگے تک بڑھائے، بڑھالے۔

علامہ عثمانی نے وضو کے طریقہ اسکی فضیلت اور اہمیت اور غرۃ المجملین کے متعلق مختلف ائمہ اور کتب کا حوالہ دیتے ہیں جیسے کتاب الحلیۃ سے نقل کیا کہ والتحجیل یکون فی الیدین والرجلین "چمک دونوں ہاتھوں اور پاؤں میں ہو گی۔" پھر رد المختار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

" اختلاف الشافعية علی ثلاثہ اقوال۔ انه يستحب الزیادة فوق المرفقین

والکعبین بلا توقیت، الی نصف العضد والساق، الی المناکب والركبتین" ⁶⁹

"شافعیہ کا اختلاف تین اقوال پر ہے ایک کھنوں اور ٹخنے سے اوپر زیادتی بغیر کسی مقدار کے مستحب ہے۔ دوسرا نصف بازو اور پنڈلی تک۔ تیسرا کندھوں اور گھٹنوں تک۔"

پھر حافظ ابن حجرؒ کی فتح الباری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: قال الحافظ فی الفتح: لا تستحب الزیادة علی الکعب والمرفق "ٹخنہ اور کھنی سے زیادتی مستحب نہیں ہے۔" اسی طرح حافظ ابن قیمؒ کی زاد المعاد کا حوالہ دیتے ہیں کہ: ان النبی ﷺ لم يتجاوز الثلاث فی الوضوء قط وكذلك لم یثبت عنه انه تجاوز المرفقین والکعبین ولكن ابوهريرة کان یفعل ذلک ⁷⁰ "نبی ﷺ وضو میں تین چیزوں میں کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے جن میں سے مرفقین اور کعبین ہیں لیکن ابوہریرہؓ اس طرح کیا کرتے تھے۔"

درج بالا مثال میں وضو میں اعضا کہاں تک دھوئیں جائے اس بحث کے لیے کتاب الحلیۃ، رد المختار، فتح الباری اور زاد المعاد کے حوالے سے ائمہ کے اقوال کو نقل کیا جس سے معلوم ہوا کہ صاحب شرح نے دوران تشریح مختلف کتب کا حوالہ دیا ہے۔

علامہ عثمانی پانی میں نجاست کے بارے میں مختلف مولفین انکی کتب اور شارحین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں کہ صاحب البحر فرماتے ہیں کہ علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب پانی میں کوئی نجاست گرے اور اس کے اوصاف میں سے کوئی ایک بدل جائے تو اس کی طہارت جائز نہیں ہے چاہے وہ پانی قلیل ہو یا کثیر ہو، جاری ہو یا غیر جاری ہو۔ امام سرخسیؒ مبسوط میں فرماتے ہیں کہ مبتلی بہ شخص کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ نجاست ایک جانب سے دوسری جانب پہنچ گئی ہو اس صورت میں وضو جائز نہیں ہے۔ امام ابوالحسن الکرخیؒ اپنی مختصر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پانی جو تالابوں میں ہو یا صاف زمین پر ہو استعمال کرنے والے کے سامنے اس کے اندر نجاست

⁶⁹ عثمانی، فتح الملسم، 2: 316۔

⁷⁰ عثمانی، فتح الملسم، 2: 316۔

گر جائے اور اس کی غالب رائے یہ ہے کہ نجاست کثرت پانی کی وجہ سے جمیع (سارے) پانی میں نہیں ملی تو اس کی اس رائے کے مطابق پانی طاهر ہے اس سے وضو جائز ہے اور جو پانی قلیل ہو اور اس کے علم کا احاطہ یہ ہو کہ نجاست جمیع پانی کی طرف پہنچ گئی ہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔ عبدالرحمن الکرمانی شرح الايضاح میں بیان کرتے ہیں کہ روایات کثیر پانی کی حد بندی میں مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ سے صحیح مروی یہی ہے کہ اس کی کوئی توقیت نہیں ہے غالب ظن پر اعتماد کیا جائے گا۔ امام حاکم شہیدؒ، امام محمد بن حسن کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس میں وہ (10/10) کا خیال کیا جائے گا پھر انہوں نے بھی امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ اس میں کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ امام اسماعیلؒ نے شرح مختصر طحاوی میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک قلیل اور کثیر پانی میں حد فاصل خلوص ہے۔ خلوص سے مراد نجاست ایک جانب سے دوسری جانب پہنچ جائے۔ صاحب معراج الدرایۃ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے جو ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اس میں کوئی مقدار مقرر نہ کی جائے بلکہ نجاست کا ایک طرف سے دوسری طرف پہنچنے میں غالب ظن کو ہی دیکھا جائے۔⁷¹

درج بالا مسئلہ سے معلوم ہوا کہ شارح نے دوران شرح آئمہ، فقہاء، مولفین اور دیگر شارحین سے بکثرت نقل کیا ہے۔ جس سے قاری کو مختلف مسالک کی کتب پڑھنے کا موقع اور آگاہی ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مولانا مبارکپوریؒ نے شرح میں علماء کے اقوال کی نسبت، احادیث سے استدلال کیا ہے، تاہم علماء و فقہاء کے اقوال بھی نقل کیے ہیں لیکن احادیث کو بطور حجت زیادہ ترجیح دی ہے اور بعض جگہ تو احادیث الباب کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا جیسے کتاب الصلوٰۃ کی حدیث "عن ابی ہریرۃؓ ان النبی ﷺ قال من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك الصلاة"⁷² کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے دو معنی ہیں: پہلا یہ کہ جس نے نماز کی ایک رکعت جماعت کے ساتھ پالی تو گویا اس کو پوری جماعت کا ثواب مل گیا اور اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: من ادرك ركعة من الصلاة مع الامام فقد ادرك الصلاة⁷³ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ جس نے ایک رکعت نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پڑھ لی اور باقی رکعات وقت نکلنے کے بعد پڑھی تو گویا اس نے نماز کو پالیا، نماز کو پورا کر لیا اس پر کوئی قضا نہیں "ویؤید هذا المعنى باقی احادیث الباب۔"⁷⁴

⁷¹ عثمانی، فتح الملکم، 3: 24۔

⁷² مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1371۔

⁷³ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1372۔

⁷⁴ مبارکپوری، منہ النعم، 1: 384۔

واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوری نے بکثرت احادیث سے استدلال کا منہج اپنایا اور علماء کے اقوال بھی پیش کیے مگر زیادہ تر احادیث کو ہی ترجیح دی جبکہ علامہ عثمانیؒ زیادہ تر علماء اور فقہاء کے اقوال کو درج کیا تاہم احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

مسکى رجحان

علامہ عثمانیؒ چونکہ حنفی ہونے کے ناتے شرح میں اکثر فقہ حنفی کی تائید کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الطہارۃ میں صحابہ کا وضو کے ساتھ بیٹھے بیٹھے سو جانے کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس طرح سونا وضو ٹوٹنے کا باعث نہیں بنتا پھر اس میں علماء کے اختلاف کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں مختلف اقوال ہیں جو صاحب سبل السلام نے ذکر کیے ہیں۔ پھر ان اقوال میں سے احناف کے مختار مذہب کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

والمختار عند الحنفية ان الوضوء ينقضه نوم يزيل مسكة الرجل ای قوته

الماسكة بحيث تزول مقعدته من الارض، وهو النوم على احد جنبیه او رکیه،

او قفاه، او وجهه، والنعاس ای النوم القلیل الذی لا یشتبه علی صاحبه اکثر ما

یقال لا ینقض الوضوء عندنا۔⁷⁵

یہاں علامہ عثمانیؒ احناف کے مسلک کی تائید میں مختار مذہب بیان کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک وہ نیند ناقض وضو ہے جو بندے کی قوت سے باہر ہو، جیسے سونے سے وہ زمین پر گر جائے یا اپنے دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو پر یا سرین کے بل یا کُدی کے بل یا چہرے کے بل گر جائے لیکن ہلکی نیند ہمارے نزدیک نواقض وضو میں سے نہیں ہے۔ اس کی برعکس مولانا صافی الرحمنؒ مبارکپوریؒ کی شرح کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ علامہ عثمانیؒ کی نسبت مسائل کو بیان کرنے میں اجتہادی رویہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ کتاب البیوع میں حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی، کھجور کے ساتھ فروخت کرنے سے منع کیا اور بعد میں رخصت دینے کے متعلق احناف سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أي رخص بعد نهيه عن بيع الثمر بالتمر، وفيه رد على الحنفية حيث قالوا: إن

النبي ﷺ لما نهى عن بيع الثمر بالتمر دخل فيه بيع العرية، أما الرد فلأن هذا

الحديث صريح في كون الرخصة في بيع العرية إنما صدرت بعد النهي عن بيع

التمر بالتمر، ولأن الرخصة إنما تكون بعد النهي لا قبله.⁷⁶

⁷⁵ عثمانی، فتح الملسم، 3: 131۔

⁷⁶ مبارکپوری، منہ النعم، 3: 21۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی، کھجور کے ساتھ فروخت کرنے سے منع کیا اور بعد میں رخصت دے دی اور اس میں احناف کی اس بات کا رد ہے جو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے جو پھلوں کی، کھجور کے ساتھ فروخت منع کی اس میں بیع عریہ بھی شامل ہے۔ جب کہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ بیع عریہ میں آپ ﷺ نے منع کرنے کے بعد رخصت دے دی اور رخصت ہمیشہ منع کرنے کے بعد ہوتی ہے نہ کہ پہلے ہوتی ہے۔

خلاصہ بحث

فتح الملکم اور منۃ المنعم کے اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں میں بہت سے امور مشترک ہیں۔ لیکن بعض جگہوں پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے استشاد میں، اشعار سے استدلال کرنے میں، غریب الفاظ کی شرح میں، راویہ کے تعارف میں نحوی و صرفی ابحاث میں، اسرار و حکم بیان کرنے میں دونوں شروح کے مولفین کو اسلوب تقریباً یکساں ہے۔ فتح الملکم میں تفصیل ہے، اور منۃ المنعم میں قدرے اختصار۔ فتح الملکم میں شرح سے قبل کتب کے حوالے سے تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے، جب کہ منۃ المنعم میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ فتح الملکم میں علامہ عثمانی تفصیل بیان کرتے ہوئے ترجمۃ الکتب کو تفصیلی ابحاث میں تقسیم کرتے ہیں، جب کہ مولانا مبارکپوری نے شرح احادیث کو ابحاث میں تقسیم نہیں کیا۔ فتح الملکم میں علامہ عثمانی احناف کی نمائندگی کرتے ہوئے اور تقلیدی رویہ رکھتے ہیں جبکہ مولانا مبارکپوری اجتہادی رویہ اپناتے نظر آتے ہیں۔ علامہ عثمانی زیادہ تر ائمہ اور فقہاء کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں جب کہ مولانا مبارکپوری ان سے نسبتاً کم استشاد کرتے اور احادیث پر انحصار کی کوشش کرتے ہیں۔